© rasailojaraid.com

انڈونیشیا میں مسلم عیسائی فسادات

انڈونیشیا کی ترقی اور استحکام خطرے میں پڑ گیا

تحریر:- عبدالمنان

درندگی، وحشت اور موت کا رقص دنیا کے کسی نہ کسی خطے میں جاری ہی رہتا ہے۔ چیچنیا، بوسنیا، فلسطین، افغانستان اور انڈونیشیاء کتنے علاقے ہیں جو موت کے پیروں تلے روندے جا رہے ہیں۔ آج ہمارا موضوع انڈونیشیاء ہے۔ انڈونیشیا تیرہ ہزار جزائر پر مشتمل ہے۔

اس ملک میں 80 فیصد [redacted]
مسلمان آباد ہیں جبکہ [redacted]
عیسائیوں کی آبادی 20 [redacted]
فیصد ہے۔ انڈونیشیاء کے [redacted]
ایک صوبہ مشرقی تیمور [redacted]
میں عیسائی 80 فیصد تھے [redacted]
لہذا انہوں نے مطالبہ شروع کر دیا کہ چونکہ وہ اس صوبہ میں اکثریت میں ہیں لہذا انہیں خود مختاری دی جائے۔

اس مطالبے کی بنیاد پر وہ گزشتہ چوبیس سال سے مرکزی حکومت سے لڑ رہے تھے۔ بالآخر عالمی قوتوں کی مداخلت پر مرکزی حکومت کو مشرقی تیمور میں ریفرنڈم کروانا پڑا اور ریفرنڈم میں عوام نے خود مختاری کے حق میں فیصلہ دے دیا۔

انڈونیشیاء کے ایک اور صوبہ مالو کو اور اس کے دارالحکومت امبن (Ambon) میں مسلمان اور عیسائی برابر کی تعداد میں آباد ہیں یعنی مسلمان بھی پچاس فیصد ہیں اور عیسائیوں کی تعداد بھی پچاس فیصد ہے۔

امبن کو مذہبی فرقہ ورانہ جنون نے مکمل طور پر دو علیحدہ علیحدہ سیکٹروں میں بانٹ رکھا ہے اور یہ مسلم سیکٹر اور عیسائی سیکٹر باہم [redacted] متحارب رہتے ہیں۔ دونوں جانب بے شمار اسلحہ ہے جو لوگوں نے چھپا رکھا ہے۔ مسلمان اور عیسائی امبن میں جو اسلحہ ایک دوسرے کے خلاف استعمال کرتے ہیں اس میں سے زیادہ ان کا خود تیار کردہ اسلحہ ہے۔

اس اسلحہ میں ان کی خود تیار کردہ رائفلیں، مقامی قسم کی بندوقیں ہیں، پٹرول بم ہیں۔ باہم لڑائی کی وجہ سے امبن کی گلیاں اور سڑکیں گرد و غبار اور جھاڑ جھنکار سے اٹی رہتی ہیں اور رات کو گلیوں اور سڑکوں پر ٹینک گھومتے ہیں اور امبن کے لوگ ہر لمحہ بارود کے ڈھیر پر سانس لیتے ہیں جس پر کسی بھی جانب سے ذرا سی تیلی دکھانے پر شعلے بھڑک کر سارے شہر کو اپنی لپیٹ میں لے سکتے ہیں اور یہ واقعہ وقفے وقفے سے دہرایا جاتا رہتا ہے۔ اس صورت حال کی وجہ سے امبن کا کاروبار تباہ ہو چکا ہے، سکول اور کالج بند ہیں غرض زندگی ساکت [redacted] ہو کر رہ گئی ہے۔

26 دسمبر 1999

[redacted] کو جب ایک عیسائی بس
[redacted] ڈرائیور نے ایک مسلمان
[redacted] لڑکے پر بس چڑھا دی تھی اور
[redacted] جس کے نتیجے میں فسادات میں
شدت پیدا ہوئی اس وقت تک ملٹری کے مطابق امبن میں چھ سو اموات واقع ہو چکی تھیں اور حالات کو معمول پر لانے کے لئے وہاں جو فوج متعین کی گئی وہ دس ہزار کی تعداد میں تھی مگر اس کے باوجود امبن اور مالو کو کے صوبہ بھر میں خوف و ہراس کی ایک شدید لہر ہے کسی بھی شخص کو یہ معلوم نہیں کہ اگلے لمحے میں کیا ہو جائیگا۔ ایک بے یقینی کی کیفیت ہے اگرچہ امبن میں ہر لمحے زندگی موت کے حصار میں ہے مگر اس کے باوجود دونوں طرف

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے انتقامی جذبات میں سر مو فرق نہیں آیا اور مسلمان اور عیسائی ہر لمحہ ایک دوسرے کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے درپے رہتے ہیں۔ مسلم اکثریت کے اس ملک میں جن علاقوں میں عیسائیوں کی اکثریت ہے وہاں کا رویہ بے حد جارحانہ ہے اور موقع ملتے ہی وہ مسلمانوں کا قتل عام کرنے سے دریغ نہیں کرتے اور مسلمانوں کے اس قتل عام کی خبریں جب مسلم اکثریت کے علاقوں میں پہنچتی ہیں تو یہ صورتحال ان کے لئے قابل برداشت نہیں رہتی یہی وجہ ہے کہ گزشتہ دنوں جکارتہ میں مسلمانوں نے بڑے بڑے مظاہرے کر کے حکومت سے مطالبہ کیا کہ حکومت مسلمانوں کے قتل عام کے خلاف سخت کارروائی کرے اور عیسائیوں کے خلاف جہاد کا اعلان کرے۔ گزشتہ سال مشرقی تیمور میں ہونے والی تشدد دانہ کارروائیوں کے ارے میں "نیشنل ہیومن رائٹس کمیشن" کی جو تحقیقات سامنے آئی ہیں ان تحقیقات کے حوالے سے مبصرین کی اکثریت کی یہ رائے ہے کہ کمیشن دوہرے معیار سے کام لے رہا ہے۔ کمیشن نے ایسٹ تیمور کے عیسائیوں کی مظلومیت کو تو بڑھا چڑھا کر بیان کیا ہے جبکہ مسلمانوں کو یکسر نظر انداز کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

"فورم برائے دفاع اسلام" نامی ایک تنظیم نے حال ہی میں چار سو رضاکاروں کا ایک دستہ امبن بھیجا ہے تاکہ وہاں کے عیسائیوں پر دباؤ ڈال سکے۔ اس تنظیم نے حکومت سے یہ مطالبہ بھی کیا تھا کہ ماہ رمضان میں امبن کے مسلمانوں کے تحفظ کے لئے بہتر انتظامات کئے جائیں۔ مبصرین کا کہنا ہے کہ اپنی حکومت کے استحکام کے لئے چونکہ ملک میں متوازن پالیسی استوار کر کے چلنا صدر واحد کی ناگزیر سیاسی ضرورت ہے۔ اس لئے ان کی یہ کوشش ہو سکتی ہے کہ وہ باہم متحارب قوتوں میں ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

حکمران طبقے کی اندرونی لڑائی سے بھی ان فسادات کو ہوا ملی۔ صدر واحد کی کمزور حکومت کسی وقت بھی عدم اعتماد سے دوچار ہونے والی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جہادی تنظیموں کے جکارتہ میں زبردست مظاہروں کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی صورتحال پر انہوں نے دوٹوک انداز میں عندیہ دیا ہے کہ امبن میں اگر جہاد کی عملی کوششیں کی گئیں تو ایسی کوششوں کو سختی سے دبایا جائے گا۔ دوسری طرف حالات پر گہری نظر رکھنے والے تجزیہ نگاروں کا خیال ہے کہ ایسا کرنا صدر واحد کے لئے اتنا آسان نہیں ہو گا کیونکہ باغی صدر واحد کے سامنے حل طلب مسئلہ نہیں بلکہ فوج اور حکومت کے درمیان تعلقات بھی ایک سنگین مسئلہ کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔ کیونکہ فوج کی مشرقی تیمور میں تحقیقاتی سرگرمیوں کے نتیجہ میں حکومت اور فوج کے باہم تعلقات بگڑ چکے ہیں اور فوج میں کچھ عناصر ایسے ہیں جو مالوکو کی ابتر صورتحال کو واحد کی حکومت کمزور کرنے کیلئے ان کے خلاف استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ ایک ریٹائرڈ آفیسر نے اس بات کو تسلیم بھی کیا ہے کہ مالوکو کے بحران میں انہی عناصر کا ہاتھ ہے اور یہ بھی کہ جکارتہ میں مسلمانوں کی حمایت میں احتجاجی تحریک کی منصوبہ بندی بھی فوج میں موجود انہی عناصر نے کی۔ انہوں نے یہ پیش گوئی بھی کی کہ آئندہ دو مہینوں میں حالات کو ابتری کی اس نہج پر پہنچایا جا سکتا ہے کہ پارلیمنٹ میں حکومت کو عدم اعتماد کی تحریک کا سامنا کرنا پڑے۔

دوسری طرف نیشنل ہیومن رائٹس کمیشن کے چیئرمین اور اٹارنی جنرل مرزوکی داروسمین نے ایسے کسی امکان کو سختی سے رد کیا ہے کہ فوج یا فوج میں موجود عناصر نے صدر واحد کی حکومت کو ختم کرنے کی کوئی منصوبہ بندی کی ہو۔ ان کا خیال ہے کہ اس قسم کی کسی بھی کوشش کو بین الاقوامی کمیونٹی کی طرف سے کوئی سپورٹ حاصل نہیں ہو گی مگر بین الاقوامی سطح پر سیاسی و سفارتی حلقوں اور مبصرین کا خیال ہے کہ اصل مسئلہ یہ نہیں کہ صدر واحد کی حکومت قائم رہتی ہے یا ختم ہو جاتی ہے اصل مسئلہ یہ ہے کہ انڈونیشیا جس مذہبی فرقہ وارانہ بحران کی زد میں ہے یہ بحران کس صورتحال پر منتج ہو گا۔ ریاست کے اٹارنی جنرل اور ان کے خاندان کو ہر روز باغیوں کی جانب سے جانب سے دھمکی آمیز ٹیلیفون موصول ہو رہے ہیں اور مبصرین کی اکثریت کی یہ متفقہ رائے ہے کہ امبن کے بحران کے حوالے سے اگر بین الاقوامی سطح پر سنجیدگی سے کوئی پیش رفت نہ کی گئی تو انڈونیشیا میں حالات کسی تکلیف دہ منظر نامے پر منتج ہو سکتے ہیں۔

© rasailojaraid.com